حضرت مسیح علیہ السّلام اور کتاب مقدّس

مصنف
محمد اسلم رانا مرکز تحقیق مسیحیت
ملک پارک شاہدرہ - لاہور

ناشر: اسلامی مشن - سنت نگر لاہور

حضرت مسیح علیہ السلام اور کتابِ مقدّس

مصنّفہ

محمد اسلم رانا مرکز تحقیق مسیحیت
ملک پارک۔ شاہدرہ۔ لاہور

اسلامی مشن۔ سنت نگر۔ لاہور

حضرت مسیح علیہ السلام
اور
کتابِ مقدّس

مسیحی بھائی انبیاء میں مسیح کو ایک خاص منفرد اور لاثانی مقام پر فائز سمجھتے ہیں۔ کتابچہ ہذا میں اس موضوع پر ان کے خاص خاص دلائل کا مطالعہ کیا جائے گا۔ ایک مسیحی پمفلٹ بعنوان "نبی یا نبی سے بڑا" شائع کردہ مینار کتب ۳۶۔ فیروز پور روڈ لاہور کو خصوصی طور پر مدِ نظر رکھا گیا ہے۔

مسیحی کتبِ مقدسہ کو انگریزی میں بائبل اور اردو میں کتابِ مقدّس کہتے ہیں۔ اس کے دو بڑے حصے ہیں:

پرانا عہد نامہ یا عہد نامہ عتیق۔ یہ کتابیں دراصل یہودیوں کی ہیں۔ مسیحی بھی انہیں مقدّس سمجھتے ہیں۔

نیا عہد نامہ یا عہد نامہ جدید کو صرف مسیحی مقدّس مانتے ہیں۔

مسیحی عقیدہ ہے کہ کوئی نبی یسوع مسیح کی طرح پیدا نہیں ہوا۔ کیونکہ عہد عتیق میں اس کے برپا ہونے کی پیش گوئیاں کی گئی تھیں۔ چنانچہ انجیل متی میں لکھا ہے۔ کہ خداوند کے فرشتہ نے مریم کے منگیتر

یوسف سے کہا :۔

"اس (مریمؑ) کے بیٹا ہوگا اور تو اس کا نام یسوع رکھنا کیونکہ وہی اپنے لوگوں کو گناہوں سے نجات دے گا ۔ یہ سب اس لئے ہُوا ۔ کہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا ۔ وہ پورا ہو کہ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی ۔ اور اس کا نام عمانوایل رکھیں گے "۔

(انجیل متی باب ۱ ورس ۲۱ - ۲۳)

یسعیاہ نبی کی کتاب میں یہ پیش گوئی ان الفاظ میں مندرج ہے :۔

"دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا پیدا ہوگا ۔ اور وہ اس کا نام عمانوایل رکھے گی ۔ وہ دہی اور شہد کھائے گا ۔ جب تک کہ وہ نیکی اور بدی کے رد و قبول کے قابل نہ ہو پھر اس سے پیشتر کہ یہ لڑکا نیکی اور بدی کے ردّ و قبول کے قابل ہو ۔ یہ ملک جس کے دونوں بادشاہوں سے تجھ کو نفرت ہے ۔ ویران ہو جائے گا ۔"

(یسعیاہ ۷ : ۱۴ - ۱۶)

اس پیش گوئی کا وہ موقعہ تھا ، جب ارامیوں اور اسرائیل نے یہوداہ پر حملہ کیا ، جس کی وجہ سے یہوداہ پر بڑی مصیبت آئی ۔ یہوداہ کے بادشاہ آخز سے یسعیاہ نبی نے یہ تقاضا کہ وہ خداوند سے کوئی نشان مانگے زمین سے لے کر آسمان

تک جس چیز کا چاہے ۔ لیکن آخز نے نشان مانگنے سے انکار کیا ۔
تو خدا نے خود ایک نشان بخشنے کا وعدہ کیا

(۱) متی کے مطابق کنواری ماں بچے کا نام عمانوایل رکھے گی ۔ جبکہ کتاب یسعیاہ کے اصل حوالہ کے مطابق یہ نام بچے کے قبیلہ والے رکھیں گے ۔

(۲) پیش گوئی میں بچے کا نام عمانوایل ہے ۔ جبکہ فرشتہ نے مریمؑ کو بچے کا نام یسوع رکھنے کی ہدایت کی ۔ مسیحی ، مسیحؑ کو یسوع تو پکارتے ہیں ۔ لیکن عمانوایل ہرگز نہیں ۔ نیز یہودیوں نے مریمؑ کے بچے کا نام عمانوایل یا یسوع رکھنے میں کوئی دلچسپی نہ لی ۔

(۳) عہد عتیق میں یہ پیش گوئی آخز بادشاہ کے دشمنوں کی بربادی کے بارے میں ہے ۔ جس کا مسیحؑ کی پیدائش اور لڑکپن سے ہرگز ہرگز کوئی تعلق نہیں ہے

(۴) عبرانی لفظ کنواری کے لئے مخصوص نہیں ہے ۔ عبرانی اصطلاح کے صحیح معنی بالغ اور شادی کے قابل عمر ہے

(۵) شاہ جیمز کی بائبل میں بچے کی خوراک دہی اور شہد کی بجائے مکھن اور شہد مرقوم ہے ۔ اناجیل ان دونوں خوراکوں کے ذکر سے خالی ہیں ۔ جبکہ پیش گوئی کی تکمیل کے لئے مسیحؑ کو یہ خوراک کھانی چاہیئے تھی

(۶) واضح ہوا کہ یسعیاہ نبی کی مذکورہ پیش گوئی کا مصداق مسیحؑ

بالکل نہیں تھا۔ مزید برآں اگر انجیل متی ہی کے الفاظ لئے جائیں۔ تو فرشتہ کی پیش گوئی بھی مسیحؑ پر پوری نہیں اترتی۔ کیونکہ مسیحؑ اپنے لوگوں (یعنی یہودیوں) کے لئے نجات کا سبب نہیں بنا تھا۔ اپنے لوگوں نے تو مسیح کو قبول ہی نہیں کیا تھا۔ اس نے انہیں نجات کیا دلانی تھی۔ اگر عہد عتیق میں سے مسیحؑ کے بارے میں مسیحیوں کی بقیہ مزعومہ پیش گوئیوں کا تجزیہ کیا جائے تو ان کا حشر بھی مندرجہ بالا پیش گوئی سے مختلف نہیں ہوگا۔

خدا کی گواہیاں

جب یسوع نے بپتسمہ لیا تو:-

"اس نے خدا کی روح کو کبوتر کی مانند اترتے اور اپنے اوپر آتے دیکھا اور دیکھو آسمان سے یہ آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں"

(متی ۳ : ۱۶، ۱۷)

"اور بادل میں سے ایک آواز کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے۔ اس کی سنو۔" (لوقا ۹ : ۳۵)

بنی اسرائیل کے آباؤ اجداد اور انبیاء میں ہارونؑ اور موسیٰؑ ممتاز اور بلحاظ محسنین سرفہرست ہیں۔ بنی اسرائیل کے ستر بزرگوں

نے خدا کو دیکھا تھا۔ (کتاب خروج ۲۴ : ۱۱)

ان بزرگوں میں ہارونؑ بھی تھا جو موسیٰؑ کا دستِ راست تھا۔ نبی تھا سردار کاہن تھا۔ ہارونؑ کی بہن مریم نبیہ تھی۔ (خروج ۱۵ : ۲۰)

پھر بھی وہ دونوں موسیٰؑ کی بدگوئی کرتے تھے۔ (گنتی باب ۱۲)

خدا سے براہ راست ہم کلام ہونے والا موسیٰؑ خود بھی نافرمانی کی وجہ سے کنعان نہ پہنچ پایا تھا۔ (گنتی ۲۰ : ۱)

ان حالات میں ان کے ڈیڑھ ہزار برس بعد جبکہ بنی اسرائیل روحانی طور سے بالکل ہی برباد ہو چکے تھے۔ خدا کا کبوتر اور بادل کی وساطت سے مسیحؑ کی گواہیاں پیش کرنا کیا وقعت رکھتا ہے؟

مسیحؑ کی گواہی

جب کہ بنی اسرائیل مسیحؑ کے انتظار میں تھے۔ مسیحؑ کے ماننے والے مسیحؑ کو عہدِ عتیق کی پیش گوئیوں کا مصداق قرار دے رہے تھے۔ تو اس موقعہ پر مسیحؑ کی اپنے بارے اپنی گواہی مطالعہ فرمایئے۔

"جب وہ تنہائی میں دعا کر رہا تھا، اور شاگرد اس کے پاس تھے۔ تو ایسا ہوا کہ اس نے ان سے پوچھا۔ کہ لوگ مجھے کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا،

"یوحنا بپتسمہ دینے والا اور بعض ایلیاہ کہتے ہیں اور بعض یہ کہ قدیم نبیوں میں سے کوئی جی اٹھا ہے"

اس نے ان سے کہا" لیکن تم مجھے کیا کہتے ہو؟"

پطرس نے جواب میں کہا "کہ خدا کا مسیحؑ"

اس نے ان کو تاکید کر کے حکم دیا کہ "یہ کسی سے نہ کہنا"

(لوقا ۹ : ۱۸ - ۲۱)

نیز اس حوالہ سے خدا کی گواہیوں کا بے کار جانا بھی واضح ہو گیا۔

معجزاتِ مسیحؑ

"معجزات غیر فطری یعنی غیر معمولی کام ہوتے ہیں جو خدا اپنے برگزیدہ بندوں کے ذریعے سے سرزد کراتا ہے۔ ان کی حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مگر تاریخ گواہ ہے کہ معجزات دکھائے جانے کے باوجود جاہل و سرکش قومیں متاثر نہیں ہوتی تھیں۔ موسیٰؑ نے فرعون اور اس کی قوم کو کئی معجزات دکھائے۔ مگر وہ موسیٰؑ کے خدا پر ایمان نہ لائے موسیٰؑ کی اپنی قوم بنی اسرائیل کی حالت بھی کچھ زیادہ مختلف نہیں تھی۔ یسوع مسیحؑ کی پیدائش کا مقصد بگڑی ہوئی

اسرائیلی قوم کی حالت سدھارنا تھا۔ کئی صدیوں تک غلامی اور بدکرداری میں مبتلا رہ کر یہودیوں میں گمراہی اور جہالت کا دور دورہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں راہ راست پر لانے کی کوشش میں یسوع مسیح نے تین برس سے کم عرصہ میں بہت معجزے دکھائے۔ اس کے معجزات سے اندھے دیکھنے، لنگڑے چلنے پھرنے اور بہرے سننے لگے۔ کوڑھی پاک صاف اور مُردے زندہ کئے گئے۔ یہ سب کچھ اس کی قوم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

مگر نتیجہ یہ نکلا کہ انہوں نے یسوع کو مصلوب کئے جانے کا متفقہ مطالبہ کیا۔ اور اس کے رخصت ہونے کے بعد اس کے ماننے والوں کی تعداد بمشکل ایک سو بیس تھی۔

(اعمال ۱ : ۵)

اس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ کہ تعلیمی لحاظ سے معجزات کا درجہ کمترین ہے۔ اس لحاظ سے بھی کہ معجزات کی وقعت وقتی طور پر دیکھنے والوں کے لئے تو ہو سکتی ہے۔ بعد کے لوگوں کے لئے ان کے سرزد ہونے کی کوئی سند نہیں ہوتی۔ انہیں آنکھوں دیکھنے والوں کی حالت یسوع مسیح کی قوم جیسی ہو۔ تو انہیں سننے پڑھنے والوں پر ان کا کتنا اثر ہو سکتا ہے۔ اس کا اندازہ بآسانی لگایا جا سکتا ہے۔

مسیح کے اناجیل میں مندرج معجزات کی فی زمانہ قدر و قیمت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ مغرب میں تعلیم یافتہ افراد کی ایک کثیر تعداد مسیح کے وجود ہی سے منکر ہو گئی ہے۔ اور کافی لوگ اسے ایک زندہ تاریخی شخصیت سمجھنے کی بجائے ناولوں اور افسانوں کا سا تصوراتی و تخیلاتی فرضی کردار سمجھنے لگے ہیں۔ اور اس کے معجزات اور کاموں کو مذہبی لوگوں کے مقدس افسانے قرار دیتے ہیں۔ لہذا ان معجزات کی بنا پر یہ دعویٰ کرنا کہ کسی نبی نے ایسے بڑے بڑے کام نہیں کیے اور ان کی بنا پر اسے دیگر انبیا سے افضل جاننا بعید از انصاف ہے۔ تاہم اس موقع پر بائبل کی کتاب ۲۔ سلاطین باب ۱۳ درس ۲۰ کا مطالعہ مفید رہے گا۔

"سو انہوں نے اس شخص کو الیشع کی قبر میں ڈال دیا۔ اور وہ شخص الیشع کی ہڈیوں سے ٹکراتے ہی جی اٹھا اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا۔"

الیشع کا نعش ہی ایک معجزہ مسیح کے تمام معجزات پر بھاری ہے

مصلوبی مسیح کی حقیقت

دنیا میں مسیحیت ایک عجیب و غریب اور نرالا مذہب ہے۔ اس کے اکثر و بیشتر عقائد مسیح اور اس کے پیشرو انبیاء کی تعلیمات سے

مطابقت نہیں رکھتے ۔ یہودی سمجھتے تھے اور آج تک ان کا عقیدہ ہے کہ مسیح ایک ہستی برپا ہو گی ۔ جو یہودیوں کو دکھوں، مصیبتوں، جلاوطنیوں، اسیریوں اور اقوامِ عالم کے دربدر پھرنے سے نجات دلائے گی ۔ جب مسیح آئے تو یہودیوں نے اسے نہ مانا ۔ اور نئے عہد نامہ کے مندرجات کے مطابق اس کی نہایت تذلیل و توہین کر کے رومی حکومت سے اسے صلیب پہ لٹکانے کا مطالبہ کیا ۔

(انجیل یوحنا باب ۱۹ درس ۶ اور ۱۵)

مسیح نے خود اپنی صلیب اٹھائی ۔ (یوحنا ۱۹ : ۱۸)

اور رومی حکام کے ہاتھوں مصلوب ہوئے ۔

یہودیوں نے بزعمِ خود مسیح کو لعنتی موت مارا تھا ۔ بیچارے مجبور و مقہور مسیحیوں نے اسی لعنت کو مسیح کی عظمت کا نشان ٹھہرا لیا ۔ اور مسیح کی صلیبی موت پہ فخر کرنے لگے ۔ کہ

"کوئی نبی یسوع مسیح کی طرح نہیں مرا"

حالانکہ بے شمار لوگوں کو روزانہ پھانسی دی جاتی ہے ۔ کیا وہ بھی قابلِ فخر ہوئے ؟

جدید تحقیقات اور گہرے مطالعہ کی بنا پر یہ نظریہ اب ایک اٹل حقیقت کا روپ دھار چکا ہے ۔ کہ مسیحی کتب مقدسہ کی بنیاد پر مسیح کی زندگی کے بارے یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا ۔ چنانچہ مصلوبیت مسیح بھی مشکوک ہو چکی ہے ۔

یہودیوں کی طرف سے مصلوبی کا مطالبہ محل نظر ہے۔ کیونکہ ان کے ہاں تو صلیب کا سرے سے تصور ہی نہیں تھا۔ بموجب تورات پھانسی کی سزا مجرم کو لعنتی قرار دیتی ہے۔ اور پھانسی دینے کا طریق بھی یہ تھا کہ پھانسی دینے سے پہلے مجرم کو مار لیتے تھے۔ تورات میں لکھا ہے :۔

"اور اگر کسی نے کوئی ایسا گناہ کیا ہو۔ جس سے اس کا قتل واجب ہو اور تو اسے مار کر درخت سے ٹانگ دے تو اس کی لاش رات بھر درخت سے ٹنگی نہ رہے بلکہ تو اسی دن اسے دفن کر دینا۔ کیونکہ جسے پھانسی ملتی ہے، وہ خدا کی طرف سے ملعون ہے"

(استثنا ۲۱ : ۲۲ : ۲۳)

کتاب یشوع میں موسیٰؑ کے جانشین یشوعؑ کے ہاتھوں پھانسی کی سزا کا اطلاق بھی پڑھنے میں آتا ہے۔ پانچ کنعانی بادشاہ یہودیوں سے شکست کھا کر غار میں جا چھپے۔ یہودی انہیں غار سے باہر نکال لائے اور ان کی گردنوں پہ پاؤں رکھے۔ اس کے بعد

"یشوع نے ان کو مارا اور قتل کیا۔ اور پانچ درختوں پر ان کو ٹانگ دیا۔"

(تفصیلات یشوع باب ۱۰)

اناجیل میں مسیح کی موت صلیب کے گرد ہی گھومتی ہے۔ لیکن کتاب اعمال کا معاملہ کچھ مختلف ہے۔ اس کتاب کے

اردو تراجم میں مسیحؑ کی موت کا ذکر صلیب ہی سے ہوا ہے ۔ مثلاً

"ہمارے باپ دادا کے خدا نے یسوعؑ کو جلایا ۔ جسے تم نے صلیب پر لٹکا کر مار ڈالا تھا ۔"

(اعمال ۵ : ۳۰)

شاہ جیمز کی بائبل ریوائزڈ ورشن اور ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن کے مطابق اردو ترجمہ یوں بنتا ہے

" جسے تم نے قتل کیا اور درخت پر لٹکا کر پھانسی دی "

(اعمال ۵ : ۲۹)

نمبر ۲ حوالہ بھی اسی طرح ہے نمبر ۳ کا مروجہ اردو ترجمہ یہ ہے :۔

"تو اسے صلیب سے اتار کر قبر میں رکھا (اعمال ۱۳ : ۲۹)

شاہ جیمز کی بائبل میں ہے :

"تو اسے درخت سے اتار کر قبر میں رکھا ۔"

(اعمال ۱۳ : ۲۹)

جدید انگریزی تراجم میں درخت کی بجائے "چوکھٹے"

GIBBET کی اصطلاح ہے ۔ مثلاً دی نیو انگلش بائبل میں نمبر ا حوالہ یوں بنتا ہے ۔

"جسے تم نے چوکھٹے پر لٹکا کر قتل کیا ۔"

(اعمال ۵ : ۳۰)

اردو ترجمہ اور شاہ جیمز وغیرہ کی بائبلوں کے درمیان صلیب

کی بجائے درخت کے ساتھ لٹکانے کا اختلاف ہے۔ پھر مذکورہ بائیبلیں اور جدید انگریزی تراجم بھی آپس میں درخت اور چوکھٹے کے اختلافات میں مبتلا ہیں۔ سانحۂ صلیب کے بارے میں صرف ایک بنیادی اصطلاح "صلیب" سے متعلق خود بائبل ہی میں اس قدر شدید اختلافات ہیں۔ جس سے مصلوبی ہی مشکوک اور ناممکن الوقوع ٹھہرتی ہے۔ تو اگر صلیب کے سارے قصے کے اندرونی اختلافات اور بیرونی شواہد پر غور و خوض کیا جائے۔ تو یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔ کہ مسیح کی مصلوبی یا درخت یا چوکھٹے کے ساتھ لٹکا کر مارے جانے کی ساری کی ساری داستان ہی باطل اور بے بنیاد ہے۔

مسیح کی اپنی گواہی

اس ضمن میں مسیح کی اپنی گواہی کا مطالعہ بھی مفید رہے گا۔

"کیا تو نہیں سمجھتا کہ میں اپنے باپ سے منت کر سکتا ہوں اور وہ فرشتوں کے بارہ تمن سے زیادہ میرے پاس ابھی موجود کر دے گا۔ مگر وہ نوشتے کہ یونہی ہونا ضرور ہے کیونکر پورے ہوں گے؟"

(متی ۲۶ : ۵۳، ۵۴)

ہم عرض کر چکے ہیں کہ یہودی تصورات اور کتبِ مقدسہ کے مطابق مسیحؑ نے یہودیوں کو دکھوں اور مصائب و آلام سے نجات دلانی تھی۔ خود شدائد و تکالیف برداشت کر کے لعنتی موت نہیں مرنا تھا چنانچہ مذکورہ حوالہ میں پادری سی آئی سکافیلڈ اور پادری جے آر ڈملو ایسے مشہور و معروف مفسرین بھی "نوشتے" یہودی کتبِ مقدسہ میں سے کسی کتاب یا صحیفہ کا حوالہ یا اشارہ نہیں کر سکے۔

مسیحؑ کا مر کر جی اُٹھنا

مسیحی کتب مقدسہ کے مطابق مصلوبی کے بعد مسیحؑ کو قبر میں دفن کیا گیا۔ جہاں سے وہ تیسرے دن جی اُٹھا۔ یوں مسیحیوں کے عقائد میں سے ہے کہ

"کوئی نبی یسوع مسیحؑ کی طرح نہیں جی اُٹھا" اور

"کوئی نبی یسوع مسیحؑ کی طرح آسمان پہ نہیں چڑھا"

ہم بائبل ہی سے ثابت کر چکے ہیں کہ مسیحؑ کو صلیب نہیں دیا گیا تھا۔ جب رومیوں اور یہودیوں کے ہاتھوں مسیحؑ کی صلیب (یعنی موت) ہی ثابت نہیں ہوتی تو اس کا مردوں میں سے جی اُٹھنے کا عقیدہ خود بخود باطل ہو گیا

جدید تحقیقات کی رُو سے بائبل کے متن کے بارے میں

جو حقائق منظرِ عام پر آئے ہیں۔ ان سے یہ حیرت انگیز امر اظہر من الشمس ہے۔ کہ کتب عہدِ جدید میں مسیحؑ کے مُردوں میں سے جی اٹھنے اور صعودِ آسمانی کے مندرجات الحاقی اور جعلی ہیں۔ اصل مصنفین کے تحریر شدہ نہیں ہیں۔

اس سلسلہ میں انجیل مرقس کے آخری بارہ دروس ایک عظیم گواہی تھی۔ لیکن انگریزی بائبل ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن ۱۹۵۲ء نے انہیں الحاقی قرار دے کر متن سے خارج کر دیا ہے۔ چنانچہ انجیل مرقس کا سولھواں باب آٹھویں درس پر ختم کر دیا گیا ہے۔

اردو ترجمہ انجیل لوقا میں مرقوم ہے :۔

"جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا۔ تو ان سے جدا ہو گیا اور آسمان پر اٹھایا گیا۔" (لوقا ۲۴ : ۵۱)

ریوائزڈ سٹینڈرڈ میں یہ درس اس قدر ہے :۔

"جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا تو ایسا ہوا۔ کہ ان سے جدا ہو گیا۔"

یعنی "اور آسمان پر اٹھایا گیا" کے الفاظ جعلی اور مالحد کا الحاق تھے۔ جو حذف کر دیئے گئے ہیں۔ انجیل لوقا میں تیسرے دن رفع الی السماء کا ذکر ہے۔ یہ بیان سراسر الحاقی ہے۔ انجیل لوقا کے آخری دروس میں کم و بیش نو الحاقات ہیں۔ جن کی

نشان دہی ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن کے حواشی میں کر دی گئی ہے۔
متی نے گلیل کی ملاقات پر اپنی انجیل ختم کر دی ہے

(انجیل متی باب ۲۸ درس ۱۶)

یسوع کے آسمان پر جانے یا کسی اور ملاقات کا ذکر نہیں ہے،
انجیل یوحنا میں آسمان پر جانے کا کوئی ذکر نہیں۔ کتاب اعمال میں
یسوع کے چالیس دنوں تک نظر آنے کا تذکرہ ہے

(اعمال ۱ : ۳)

اس موقع پر پولس کی گواہی بھی بڑی اہم سمجھی جاتی ہے کہ :۔
" چنانچہ میں نے سب سے پہلے تم کو وہی بات پہنچا دی ۔ جو
مجھے پہنچی تھی ۔ کہ مسیح کتاب مقدس کے مطابق ہمارے گناہوں کے
لئے مرا اور دفن ہوا اور تیسرے دن کتاب مقدس کے مطابق جی
اٹھا "

(۱۔ کرنتھیوں ۱۵ : ۳ ، ۴)

یعنی پولس نے ایک عام مروجہ عقیدہ جس طرح سنا ۔ اُسے
آگے نقل کر دیا ۔ گویا اس کی گواہی کی کوئی خصوصیت یا اہمیت نہیں
ہے ۔ نیز اس حوالہ کے مندرجات تنقید کے ترازو میں پورے نہیں
اُترتے ۔ کتب عہد عتیق میں مسیح کے لوگوں کے گناہوں کے لئے مرنے
یعنی کفارہ ، دفن ہونے اور تیسرے دن جی اٹھنے کا کہیں بھی ذکر نہیں
ہے ۔ مسیح نے بھی ان کی تعلیم نہیں دی تھی ۔ یہ سب عقاید مسیح
کے بعد کی پیداوار ہیں ۔ پولس کے زیر بحث بیان کی بطالت کا

ایک موٹا اور سادہ سا ثبوت یہ ہے۔ کہ مسیحؑ تیسرے دن سے پہلے ہی مُردوں میں سے جی اٹھا تھا۔ جمعہ کی شام کو دفن ہوا، ہفتہ کا دن مدفون رہا، اور ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب کو "جی اٹھا"۔

(انجیل مرقس ۱۵: ۴۲، ۱۶: ۱، ۲)

تیسرے دن جی اٹھنے کی رٹ بالکل بے سروپا ہے۔

مسیحؑ آسمان پر زندہ اٹھا لیا گیا تھا تو اس میں اچنبھے کی بات کوئی نہیں ہے۔ اور مسیحیوں کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ "کوئی نبی یسوع مسیحؑ کی طرح آسمان پر نہیں چڑھا"۔ کتاب مقدس میں لکھا ہے۔ کہ

"اور حنوک خدا کے ساتھ ساتھ چلتا رہا اور غائب ہو گیا۔ کیونکہ خدا نے اسے اٹھا لیا" (کتاب پیدائش ۵: ۲۴)

حنوک کا آسمانوں پر زندہ اٹھایا جانا یہودی اور مسیحی دونوں قومیں مانتی ہیں۔

مسیحؑ کے دعوے

مسیحی شدید غلط فہمیوں کا شکار ہیں۔ ان کے مسئلہ ثبوت کا تصور صاف، واضح اور مبسوط نہیں ہے۔ جبھی تو وہ مسیحؑ نبی کے سیدھے سادے اقوال کا بھی صحیح مطلب نہیں سمجھ پاتے۔ اور معمولی امور کو بھی بے اڑتے ہیں۔ کہ "یسوع مسیح

کے سے دعوے کسی نبی نے نہ کئے" مثلاً

"راہ حق اور زندگی میں ہوں۔ کوئی میرے وسیلہ کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا" (یوحنا ۱۴ : ۶)

مقام نبوت یہی ہے کہ نبی اپنے وقت میں حق تعالیٰ تک پہنچنے کی راہ ہوتا ہے۔ اس کے بتائے ہوئے احکام پر چل کر ہی انسان حق اور آخرت کی زندگی جو کہ اصل مقصود ہے کو پا سکتا ہے۔ زمانہ کے نبی اور جاری شریعت پر عمل کر کے ہی لوگ خدا تک پہنچ سکتے ہیں۔

مسیح نے کیا خوب کہا تھا۔

"میں آسمان سے اس لئے نہیں اترا ہوں کہ اپنی مرضی کے موافق عمل کروں بلکہ اس لئے کہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی کے موافق عمل کروں" (یوحنا ۶ : ۳۸)

یعنی مسیحؑ خدا تعالیٰ کا ایک فرستادہ نبی تھا۔ اللہ پاک کے احکام پر عمل کرنا اس کی زندگی کا مشن تھا، اور بس!

لطف کی بات تو یہ ہے کہ جب مسلمان مسیحؑ کے بارے میں یہی امور پیش کریں اور خدا تعالیٰ کا محض نبی، رسول یا بھیجا ہوا اور عوام تک اس کے احکام پہنچانے والا ثابت کریں تو گردن زدنی ٹھہرتے ہیں۔ لیکن خود مسیحی مسیحؑ کی نبوت کو بڑے کر و فر اور طمطراق سے پیش کرتے ہیں۔ سچ ہے جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے

عدالت اور بادشاہی

مسیحیوں کا ایک عجیب و غریب دعویٰ ہے۔ کہ "یسوع مسیح کے سوا کوئی نبی عدالت اور بادشاہی کرنے کو زمین پر واپس نہیں آئے گا۔" انجیل متی میں مسیح کا یہ قول یوں مندرج ہے،

"کیونکہ ابن آدم (مسیح) اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آئے گا۔ اس وقت ہر ایک کو اس کے کاموں کے مطابق بدلہ دے گا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو یہاں کھڑے ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے ہیں۔ کہ جب تک ابن آدم کو اس کی بادشاہی میں آتے ہوئے نہ دیکھ لیں گے۔ موت کا مزہ ہرگز نہ چکھیں گے"

(متی ۱۶ : ۲۷ ۲۸)

دو ہزار برس گزر چکے ہیں۔ مسیح کے مخاطبین کی کئی پشتیں گزر چکی ہیں۔ مسیح نہیں آیا۔ لیجیے اس کی آمد ثانی اور عدالت کے ڈھول کا پول بھی ساتھ ہی کھل گیا۔

نبی سے بڑا

زبور ۷۲ کے سترھویں درس میں مرقوم ہے :۔

"اس کا نام ہمیشہ رہے گا۔ جب تک سورج ہے۔ اس کا نام رہے گا۔ اور لوگ اس کے وسیلہ سے برکت پائیں گے۔ سب قومیں اسے خوش نصیب کہیں گی"!

مسیحی فضلا کا خیال ہے کہ یہ مسیحؑ سے متعلق ہے۔ اور اس سے مراد یہ ہے کہ مسیحؑ نبی سے بڑا تھا۔ جو کہ غلط ہے۔ کیونکہ مسیحؑ کی نبوت کا زمانہ ختم ہو چکا ہے۔ غیر یہودی مسیحی بھائی مسیحی عقاید و عبادات کی جس برکت سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ وہ انہوں نے مسیحؑ نہیں پولس کے وسیلہ سے پائی ہے۔ مسیحؑ کو جن دو قوموں سے واسطہ پڑا ان میں سے یہودیوں نے اسے صلیب پر چڑھوایا اور رومیوں نے صلیب پر لٹکا کر لعنتی موت مارا۔

حرفِ آخر

زبور ۷۲ کا تھوڑا سا مطالعہ پر لطف رہے گا

"بیابان کے رہنے والے اس کے آگے جھکیں گے
اور اس کے دشمن خاک چاٹیں گے۔

ترسیس کے اور جزیروں کے بادشاہ نذریں گذرانیں گے
سبا اور سیبا کے بادشاہ ہدیے لائیں گے
بلکہ سب بادشاہ اس کے سامنے سرنگوں ہوں گے
کل قومیں اس کی مطیع ہوں گی
کیونکہ وہ محتاج کو جب وہ فریاد کرے
اور غریب کو جس کا کوئی مددگار نہیں چھڑائے گا
وہ غریب اور محتاج پر ترس کھائے گا
اور محتاجوں کی جان کو بچائے گا
وہ فدیہ دے کر ان کی جان کو ظلم اور جبر سے چھڑائے گا
اور ان کا خون اس کی نظر میں بیش قیمت ہو گا
وہ جیتے رہیں گے اور سبا کا سونا ان کو دیا جائے گا
لوگ برابر اس کے حق میں دعا کریں گے
وہ دن بھر اسے دعا دیں گے
زمین میں پہاڑوں کی چوٹیوں پر اناج کی فراوانی ہو گی۔
ان کا پھل لبنان کے درختوں کی طرح جھومیگا
اور شہر والے زمین کی گھاس کی مانند ہرے بھرے ہوں گے

یعنی یہ زبور در اصل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی ایک روشن دلیل اور واضح پیش گوئی ہے۔ اسلام کی صداقت پر ایک عظیم الشان مہر اور ناقابلِ تردید نشان ہے۔ قیامت تک

رہنے والی نبوت و شریعت محمدیہ ہے۔ اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے ہی لوگ برکت پا سکتے ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے دوران ہی عرب کے بیابان کے رہنے والے تمام دشمن آپؐ کے آگے سرنگوں ہو گئے تھے۔ شاہی تحائف وصول کرنے کی سعادت صرف آپؐ ہی کے حصے آئی تھی۔ دنیا کی بڑی بڑی اقوام آپؐ کے صحابہؓ کی مطیع ہو گئیں۔

اس کے حق میں دعا کرنے کا مطلب مسلمانوں کی طرف سے آپؐ پر بکثرت درود بھیجنا اور آپؐ کے ماننے والے نیک دل حکام کے لئے رعایا کا دعاء خیر کرنا ہے۔ اسلامی سلطنت میں انصاف کا دور دورہ تھا۔ لوگ پیار و محبت سے مل جل کر امن چین سے رہتے تھے۔ خوشحالی عام تھی۔ قدیم تہذیبوں کے ایک ماہر پروفیسر ڈاکٹر چائلڈ اس دور کی شان میں رطب اللسان ہیں۔

"اسلام نے دنیا کی ایک کثیر آبادی کو اتحاد امن اور خوشحالی بخشی۔"

(WHAT HAPPENED IN HISTORY BY PROF DR. V. GORDON CHILDE :1950, P. 281)

افضل کون ہے؟

"آپ خود فیصلہ کیجئے کہ افضل کون ہے۔" اگر ہم کہیں گے تو شکایت ہوگی"

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ آپ کا زمانہ رسالت ۲۳ سال رہا

۲۔ آپ کی زندگی مبارک میں لاکھوں انسان مسلمان ہوئے۔ چنانچہ صرف آخری حج کے موقعہ پر ایک لاکھ چوالیس ہزار (۱۴۴۰۰۰) صحابہ کرامؓ نے آپ کے ساتھ حج کی سعادت حاصل کی

۳۔ کسی صحابی نے نہ آپ کو دغا دیا۔ نہ انکار کیا۔ بلکہ سینکڑوں نے اپنی جانیں آپ پر قربان کردیں۔

حضرت مسیح علیہ السلام

۱۔ آپ کا زمانہ رسالت فقط ۳ سال رہا۔

(۲) آپ نے تمام عمر میں بارہ عدد حواری اپنے پیرو بنائے۔

۳۔ سب سے بڑے حواری سینٹ پیٹر نے آخری موقعہ پر آپ کی رسالت سے دو بار انکار کیا۔ یہوداہ حواری نے آپ کو

مشتے از خروارے ملاحظہ
ہو۔

(ا) حضرت خبیبؓ کو کفارِ مکہ
پکڑ کر لے گئے اور تختۂ دار
پر چڑھاتے وقت کافروں نے
ان سے دریافت کیا۔ کہ
کیا وہ یہ پسند کریں گے کہ
انہیں رہا کر دیا جائے۔ اور
حضرت محمدؐ کو آپ کی جگہ کھڑا
کر دیا جائے۔

جواب ملاحظہ ہو: "میں تو
یہ بھی پسند نہیں کروں گا۔ کہ
حضرتؐ کے ایک کانٹا بھی چبھے
اور مجھے رہا کر دیا جائے۔"
یہ کہتے ہوئے سولی پہ چڑھ گئے
اور اپنی جان کو جانِ آفریں کے
سپرد کر دیا

(ب) حضرت انس بن نضرؓ
نے جنگِ احد کے موقعہ پہ

پکڑوا دیا
باقی دس تتر بتر ہو گئے

چند مسلمانوں کو دیکھا کہ مغموم بیٹھے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کیا حال ہے انہوں نے لاعلمی سے جواب دیا۔ کہ رسولؐ اللہ شہید ہو گئے حضرت انسؓ نے بڑے زور سے پکارا۔ آؤ جہاں رسولؐ اللہ نے جان دی ہے۔ ہم بھی اسی کام میں اپنی زندگی ختم کر دیں۔ اسی جوش میں حضرت انسؓ نے کفار پر حملہ کر دیا۔ اپنے جسم پر ستر زخم کھائے۔

(ج) حضرت عمارہؓ بن زیاد جنگِ اُحد میں شہید ہوئے۔ انہوں نے آخری وقت جان دیتے ہوئے اپنے رخسار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کے تلووں سے لگا دیئے۔ یہ شعر اسی وقت کی یاد میں

سر بوقتِ ذبح اپنا اس کے زیر پائے ہے
یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

(۵) حضرت حرام بن ملحان رضؓ کو سفیر بنا
کر طفیل حاکم نجد کے پاس بھیجا۔ اس
نے سفیر کی پشت میں نیزہ مروایا
وہ نیزہ کھا کر گر پڑے اور مرتے ہوئے
کہا: "قسم ہے ربِ کعبہ کی کہ میں اپنی
مراد کو پہنچ گیا"

(۶) حضرت سلمہؓ نے حضرت اخرمؓ کو
آگے جانے سے روکا۔
حضرت اخرمؓ نے کہا "سلمہؓ اگر تم
خدا اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ تو
شہادت اور میرے درمیان حائل نہ ہو"
یہ سن کر سلمہؓ نے گھوڑے کی باگ
چھوڑ دی۔ عبدالرحمٰن فزاری جو
لٹیروں کا سردار تھا۔ اور حضرت اخرمؓ
کے درمیان سخت مقابلہ ہوا۔
فزاری نے حضرت اخرمؓ کو
نیزہ مار کر شہید کر دیا

(۴) آپ اپنی حین حیات میں عرب کے
ملک کے حکمران بنے دینی اور دنیاوی

۴- اناجیل کے مطابق آپ
تمام عمر رومی شہنشاہ کی رعایا
رہے

بادشاہ تسلیم کئے گئے۔ کئی مقامات
فتح کئے۔ لاکھوں انسان آپ کے
منقاد ہوئے۔

۵- آپ سے آخری وقت اللہ تعالیٰ
کیطرف سے پوچھا گیا کہ کیا آپ دنیا
میں اور عرصہ رہنا چاہتے ہیں؟
فرمایا اَللّٰھُمَّ رَفِیْقُ الْاَعْلٰی
اور واصل باللہ ہو گئے۔

۶- آپ کے وصال کے بعد ہزار ہا
عقیدت مندوں نے آپ کی نماز
جنازہ پڑھی اور نماز جنازہ بار بار
پڑھی گئی پھر بڑی شان و اطمینان
کے ساتھ سپردِ خاک کر دیا گیا۔

۷- آپ تمام بنی نوع انسان کے
لئے نبی اور رسول مبعوث کئے گئے

۸- آپ کو مکمل شریعت عطا
ہوئی جو کسی اور شریعت
کی پابند نہیں تھی۔

۵- سپاہیوں نے آپ کو گرفتار کیا۔ آپ
کو کانٹوں کا تاج پہنایا۔ منہ پر
تھوکا۔ سرکنڈے سے مارا۔ گالیاں دیں
برچھیوں سے کچوکے دیئے۔ آخر
صلیب پر کھینچ دیا اور وہیں جان دیدی

(۶) ایک شخص مسمی یوسف نے گورنر
پیلاطوس سے آپ کی لاش حاصل
کی اور اسے زمین میں دفن
کر دیا۔

۷- آپ صرف بنی اسرائیل کیلئے
نبی بنائے گئے۔

۸- آپ شریعتِ موسوی
کے پابند تھے۔

معجزات

(Miracles)

ہر نبی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے زمانہ کے حالات کے مطابق معجزات عطا ہوتے ہیں اور ہر معجزہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔ نبی خود اسے نہیں کر سکتا یہ خدائی داد ہوتی ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ قرآنِ کریم ہے جو فصاحت و بلاغت اور اعجاز و ایجاز کا خدائی شاہکار ہے۔ چودہ سو سال سے زاید عرصہ سے قرآن کریم من عن اسی طرح قائم ہے۔ ذرہ بھر اس کی عبارت میں فرق نہیں آیا۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، اسی طرح

حضرت مسیح علیہ السلام

(۱) حضرت مسیح علیہ السلام پر انجیل کا نزول ہوا۔ وہ انجیل غائب ہو گئی اور عیسائیوں نے اب یہ اعلان کر دیا کہ ان کا یہ ایمان ہی نہیں کہ حضرت مسیح پر کوئی انجیل نازل ہوئی وہ چار انجیلیں روح القدس کی مدد سے حضرت مسیح کے بعد لکھی گئیں قصہ ختم شد تمام دنیا میں بائبل مقدس کا ایک بھی حافظ موجود نہیں ہے۔

موجود ہے اور قیامت تک اسی
طرح رہے گا۔ لاکھوں مسلمان
قرآن کے حافظ موجود ہیں۔

۲۔ آپؐ کو معراج نصیب ہوا۔
اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ہفت افلاک
جنت۔ عرش۔ علاء اعلیٰ وغیرہ کی سیر
کرائی۔ شرفِ خطاب بخشا۔ ہدایات دیں
پھر چشم زدن میں واپس زمین پر بھیج
دیا۔ تاکہ فرائض نبوت کی تکمیل فرمائیں۔
جب دین مکمل ہوگیا۔ پھر آپؐ کا وصال ہوگیا
مگر وفات کے بعد بھی فرشتے ان
پر مسلمانوں کی طرف سے ہر دم
درود و سلام پہنچاتے رہتے ہیں

۳۔ آپؐ کی خاطر چاند شق کر دیا
گیا اور اس کے دو ٹکڑے ہوگئے

چاروں انجیلوں میں تضاد پایا
جاتا ہے۔ ہر نئے ایڈیشن میں کچھ
ردوبدل موجود ہے۔

۲۔ انجیل کے مطابق تین دن
زمین میں دفن رکھا۔ پھر آپ
کو آسمان پر اٹھا لیا۔ اور آسمان
میں پابند کر دیا۔ یہ پابندی
قیدِ تنہائی سے بھی زیادہ
روح فرسا ہوگی۔ یہ کہہ دینا
کہ آپ خدا کے داہنے جانب بیٹھے
ہیں ایک ایسا بے بنیاد زبانی دعویٰ
ہے جس کا نہ بائبل سے ثبوت ہے
نہ اناجیل سے۔ یہ ہے بھی ناممکن
خدا تعالیٰ تو غیر مادی ہے۔ اور مسیحؑ
مادی ہیں۔ ایک مادی شے کا غیر
مادی کے ساتھ اتصال ہونا قطعاً
ناممکن ہے۔ اور محض ڈھکوسلا ہے

۳۔ حضرت مسیحؑ خدا کے حکم سے
(اپنی طاقت سے نہیں) بیمار و

یہ ایسا معجزہ ہے کہ اس
وقت کے کفار بھی انگشت
بدنداں ہو گئے اور اس
وقت بھی تمام لوگ حیران
ہیں۔ لوگ چاند پر ہو تو
آئے ہیں۔ مگر چاند کا
دو ٹکڑے کرنا کسی سائنس
دان کے وہم و گمان میں
نہیں آسکتا۔
یہ لاثانی معجزہ ہے۔

۴۔ قرآن کریم میں خداوند تعالیٰ
نے شفا رکھی ہے۔ بے شمار
مردہ دل لوگ اس کلام اللہ
سے زندہ ہوئے۔ بے شمار
بیمار شفایاب ہوئے اور
اب تک ہو رہے ہیں۔
آپ کے متبعین میں سے
بے شمار اولیاء کرام ہوئے

اور اندھوں کو چنگا کر دیتے تھے
بدروحوں کو نکال دیتے تھے
اور چند ایک مردوں کو بھی
زندہ کیا۔

موجودہ زمانہ میں علم طب نے
اتنی ترقی کی ہے کہ ڈاکٹر ہزارہا
انسانوں کو جن کی آنکھوں کی
بینائی ختم ہو جاتی ہے۔ بذریعہ
اپریشن ٹھیک کر دیتے ہیں
لاعلاج مریضوں کو تندرست
کر دیتے ہیں۔

لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام
کا عصا مبارک جو ایک خشک
لکڑی کا تھا۔ اژدہا بن گیا۔ اس
نے فرعون کے جادوگروں کے تمام
سوانگ کو نگل لیا۔ اور پھر عصا کا
عصا رہا۔ حضرت سلیمانؑ کا
تخت ہوا پر چلتا تھا۔ اور
دم زدن میں ہزارہا میل طے

اور موجود ہیں۔ جنہوں نے ایسی کرامتیں دکھلائیں جن سے مردے بھی زندہ ہوئے	کر لیتا تھا۔

ثابت ہوا کہ ہر نبی کو خدا کی طرف سے خاص معجزہ عطا ہوتا ہے۔ چونکہ یہ خدائی داد ہوتی ہے۔ اس لئے اس لحاظ سے ایک کو دوسرے پر سبقت نہیں دی جا سکتی۔

یکم نومبر ۱۹۸۲ء

طباعت :- سعید پرنٹرز اردو بازار
لاہور

اشاعت :- اسلامی مشن سنت نگر - لاہور

کتابت :- عبدالمجید امجد - محلہ صداقت پارک - "